حسینؑ ہر قوم کی پیشوائی کے قابل ہیں

علامۂ ہندی آیۃ اللہ سید احمد طاب ثراہ

دنیا آزاد و مختار ہے جس کو چاہے پیشوائی کے واسطے منتخب کرلے ہم کو اعتراض کا کیا حق ہے؟ لیکن صحیح فیصلہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب یہ معلوم ہوجائے کہ اس نے جو فلسفۂ زندگی بتایا ہے وہ عام انسانوں کی زندگی پر مکمل طور سے اثر انداز ہے اور انسان کی بے چینی میں روح کو تسکین واطمینان دلانے کے قابل ہے۔ اس میں انسانی دبے ہوئے جذبات ابھارنے کی پوری قوت ہے۔ تمام انسانوں کو یکساں طاقتور بناسکتا ہے۔ تہذیب وشرافت پیدا کرنے کی اس میں صلاحیت ہے۔ انسان کو ہر کمزوری سے بچاسکتا ہے۔ ہر موقع ومحل پر ہمیشہ اس کی تعلیم انسان کو مدد دے سکتی ہے وہ حقیر شکایات کے سامنے اور وسیع النظری پیدا کرنے میں معین ہو۔ صبر واستقلال اور ایثار وقربانی کی مکمل تعلیم دے۔

دیکھ لو امام حسینؑ نے یزیدی بہیمانہ مطالبات کو ٹھکرا کر اقوام عالم کو جو سبق دئے وہ غیر فانی ہیں یا نہیں! فلسفۂ شہادت امام حسینؑ پر اگر غور سے نظر کروگے تو تم کو زندگی کے ہر شعبہ میں مدد ملے گی۔ جن لوگوں نے اس فلسفہ کو سمجھا وہ بے شک حسینی رنگ میں رنگ گئے۔ کربلا کے بوڑھے بچے جوان آزاد اور غلام حتیٰ کہ عورتیں حسینی سیرت اختیار کرکے مظہر ذات حسینی بن گئیں تھیں، جو دوست دشمن سب کے خراج تحسین آج تک وصول کررہی ہیں۔ اور ہر ایک کی عملی زندگی آنے والی نسلوں کے لئے سرچشمۂ ہدایت ہوگئیں۔ امام کی عملی زندگی نے انسان کے مردہ جذبات میں زندگی کی لہر دوڑا دی۔

۱۔ اموی قیدخانے کے دروازے توڑ توڑ کر قیدیوں نے حریت وآزادی حاصل کرنے کے لئے اموی تخت وتاج الٹ دیا۔ جس کی ابتدا سلیمان ومختار نے کی اور ہمیشہ اس بھولے ہوئے سبق کو جب رعایا یاد کرے گی کیسی ہی ضعیف اور کمزور ہو اپنی عملی طاقت سے کایا پلٹ دے گی۔

۲۔ جو ادیب وشاعر جنگ وپیکار اور ظلم واستبداد پر قصیدہ خواں تھے اور ادبیت کا انحصار خونخواری کی مدح پر ہوگیا تھا۔ شہادت حسینؑ نے انسانیت کی ذہنیت بدل کر مظلومیت وبے کسی کی مدح شروع کرادی اور نوحہ ومرثیہ جان ادب بن گیا۔

۳۔ ظالم وجابر اپنے جبر وتشدد پر فخر ومباہات کرتے اور خدائی اختیارات کا خود کو مالک سمجھتے تھے اور کسی ظلم واستبداد پر شرمندہ نہ ہوتے تھے، لیکن آج وہی ظالم ظلم کی سوتاویلیں کرتے اور مظلومانہ اور معصومانہ لہجہ میں اپنے مظالم حق بجانب ہونے کو پیش کرتے ہیں۔ ظالم کہے جانے کو گوارا نہیں کرتے ہیں۔

۴۔ قانون سیاست میں رعایا کی کوئی آواز نہ تھی۔ صرف آمریت وحکومت کو خدائی اختیار سمجھتے تھے، اور خدائی اولوالامر قرار دیتے تھے۔ تنہا امام حسینؑ کے بعد مردہ دل

رعایا کو زندگی ملی۔اب حکومت مجبور ہے کہ حیلہ اور دھوکا دہی کے واسطے ایسے قوانین بنا دے جس سے رائے عامہ کو موافق رکھے اور ہر خونخواری کو قومی مطالبہ کے نام سے پیش کرے۔ نفسیاتی تغیرات کی یہ کھلی ہوئی مثالیں ہیں۔غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ظالمانہ کاروائیوں میں بھی مظلومیت کی فتحمندی کارفرما ہے اور ظلم و تشدد کی مطلق العنانی کی شکست کا اعتراف ہے جو حسینی مظلومیت کا صدقہ ہے۔دیکھ لو آج بھی حسینی پیغام مظلومیت کہ ہندوستان میں محرم کے زمانہ میں لوگ پیک بنتے ہیں جن کو احمق قاصد صغریٰ کا نام دے کر بے اعتنائی برتتے ہیں۔بڑے بڑے راجہ مہاراجہ والیان ملک نہایت خلوص سے حسینی فقیر بن کر مطلق العنانہ سرمایہ داری سے اظہار نفرت کرتے ہیں اس پیاسے امام کا سقہ بن کر عقیدت و محبت کا اعلان کرتے ہیں جن کو بے فکرے مصلحین نظر انداز کر کے بے اعتنائی برتتے اور ان کی تنظیم سے کوئی اخلاقی فائدہ نہیں اٹھاتے نہ اس حسینیت کے لگاؤ کی قدر و منزلت کرتے ہیں۔

۵۔پیشوا کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ قوم کی جہالت دور کرے جو آزادی و حریت و ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔امام نے کربلا کے میدان میں چند گھنٹوں میں اخلاقی، سیاسی، تمدنی، مذہبی، معاشرتی وہ سبق دئے جس سے جاہل عربوں کی آنکھیں کھل گئیں اور اقوام عالم کے لئے ہر شعبۂ زندگی کا راستہ بنا دیا۔

۶۔خدا کا پرستار اپنی موت و زندگی کو خدائی مرضی پر ڈھال چکا تھا اور پکار پکار کر بتا رہا تھا کہ اس کی قربانی محض خدا کے لئے ہے۔اس کے سوا کوئی جذبہ قربانی میں ہونا نہ وہ قربانی کہے جانے کی مستحق ہے جو خدا کی راہ پر نہ ہو۔دشمن کا تیر آنے پر بِسۡمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ کے نعرے مارتے تھے (خدا کا نام اور خدا ہی کے لئے اور اس کے دین کی حفاظت کے لئے دشمن کا یہ تیر قبول کرتا ہوں) عاشور کی تمام رات عبادت خدا میں بسر کرتے ہیں۔ظہر کی نماز دشمن کے تیروں کی بوچھار میں اور نماز عصر خنجر قاتل کے نیچے ادا کر کے قیامت تک کے واسطے خدائی راز و نیاز کے سبق پڑھاتے ہیں۔

۷۔خدمت خلق، انسانی محبت واخلاق کا محیر العقول سبق پڑھاتے ہیں جس کو قیامت تک تاریخ نہیں بھلا سکتی۔گوتم رشی تمام حیوانوں کی جان بچانے کے واسطے ایک بے زبان جانور کے عوض اپنی گردن کٹانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔لیکن اس بے آب و گیاہ جنگل میں حسینؑ اپنی اور اپنے اقربا، بال بچوں کی پیاس سے مرجانے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دشمن (حر) کی فوج اور گھوڑوں کی پیاس کی شدت سے زبانیں نکلی ہوئی نہیں دیکھ سکتے اور سب پانی پلا دیتے ہیں۔

۸۔یزید کی ٹڈی دل فوج حسینؑ کو چاروں طرف سے گھیرے ہے اور قتل کی دھمکی دے رہی ہے۔جان نثاران حسینؑ بپھرے ہوئے ہیں کہ فوج یزید پر ٹوٹ پڑیں لیکن حسینؑ ساتھیوں کے مشتعل جذبات پر اس طرح قابو کئے ہوئے ہیں کہ جب تک دشمن حملہ میں پیش قدمی نہ کرے اس طرف سے آغاز جنگ نہ ہو اور مظلومیت و حق دفاع کے حاصل کرتے ہوئے رسولی جنگ کی تشریح و توضیح کرتے

ہوئے انسانی معاشرت کو پرزور سبق دے رہے ہیں کہ معاشرتی انسانی زندگی جنگ و پیکار سے حیوانی زندگی بن جاتی ہے۔

۹۔اقتصادی زندگی کا بہترین حل امام حسینؑ نے یہ بتایا کہ انسان میں قوت برداشت وتحمل وصبر بڑھ جائے۔ اور دنیاوی نعمتوں کے فانی وزوال پذیری، بے حقیقی وکم قیمتی سمجھ میں آجائے۔دنیا جن چیزوں کو نعمت سمجھے ہوئے ہے اور مرمٹنے پر تلی ہوئی ہے اور اسی کو زندگی کا ماحصل سمجھتی ہے اس کو روحانی وعملی قوت سے بے حقیقت و بے قیمت بنا دے جیسا کہ امامؑ نے کربلا کے میدان میں تمام مادی نعمتوں کو ٹھکرا کے خود دکھا دیا۔

۱۰۔بین الاقوامی مساوات و برادری کا رنگ اور چھوت چھات، ذات پات کی تفریق کو امام حسینؑ نے اس طرح مٹایا کہ جناب فضہ کنیز کو اسی عزت واحترام سے آخر وقت رخصت کیا جس طرح سے اپنی بیٹیوں، بھاوجوں کو رخصت فرمایا۔غلام حبشی کا بوقت آخر اسی طرح سر زانو پر رکھا جیسا کہ نوجواں فرزند علی اکبر و جناب عباس کا سر زانو پر لیا۔ ایک ہی قبر میں پہلو بہ پہلو آزاد وغلام سب دفن ہوئے اور ایک ہی طرح سے سب کی قبریں زیارت گاہ اسلام بنیں۔ قوم،قبیلہ،غلام وآزاد کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔

۱۱۔کیا کہنا حسینی سیاست کا جس کی ہر گتھی کو اپنی قربانی سے سلجھا دیا۔ ہمیشہ سیاسی اوزار وآلات یہی رہے ہیں: جھوٹا پروپیگنڈہ،قوت وعسکریت کے مظاہرے، مال و زر کی بارش، رشوتیں، مکاری وحیلہ بازی، دھوکا دہی، چاپلوسی وخوش آمد،ملکی ومعاشرتی ومجلسی زندگی میں شریک کار بنانا، سیاسیین عالم کی یہی وہ چالیں ہیں جو ہمیشہ جاہل قوموں کے ساتھ چلی جاتی ہیں۔اور رعایا کی جان کو قربانی کی چتا پر جھونکا جاتا ہے۔عرب کی حکومتیں یہی کھیل کھیل رہی ہیں۔اسلام کی صحیح تاریخیں بتاتی ہیں کہ عرب میں بنی ہاشم وقریش کا وہ سلسلۂ نسب تھا جس کی سرداری جملہ قبائل عرب کو تسلیم تھی۔ تیم وعدی وامیہ کو اس سلسلۂ نسب سے کوئی تعلق نہ تھا۔مستند تاریخیں اور نسب نامے شاہد ہیں کہ سیاسی یہ چال چلی گئی کہ مذکورہ قبائل نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر قریشی سلسلہ میں خود کو شامل کرلیا جس کو بنی ہاشم نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ ان جلیل منصبوں کا خود کو بھی حقدار بنائیں جو بنی ہاشم کے لیے مخصوص تھے۔اس کے بعد نہایت ہوشیاری سے علیؑ وآل علیؑ کو جو رسولؐ کے واقعی وحقیقی قرابتدار اور قریبی رشتہ دار تھے اقوام عرب سے بے گانہ بنا کر ایسا پرزور دھوکا دیا کہ وہ علیؑ اور آل علیؑ سے بے گانہ ہوگئے اور ان چال بازوں کو رسول کا قریبی رشتہ دار سمجھنے لگے۔مستند تاریخوں کی کثیر شہادتوں میں سے ایک شہادت یہ ہے کہ ایک شامی گروہ علیؑ مرتضیٰ کی بابت گفتگو کر رہا تھا اور اپنے خیالات کا اظہار ہو رہا تھا۔سامنے سے ایک بوڑھا شامی نمودار ہوا۔سب نے اس کو بلا کر علیؑ کی شخصیت کے بابت سوال کیا۔بوڑھے نے کہا میں علیؑ سے خوب واقف ہوں۔علیؑ فاطمہؑ کا باپ، عائشہ کا بیٹا تھا، مکہ کے اونٹ چرا کر مدینہ میں بیچتا تھا، رسول کے ساتھ جنگ احد میں مارا گیا۔ (مروج الذہب،مسعودی)

خاندان رسالت کی شخصیت کو اس طرح سے مٹایا جارہا تھا،صرف اس لئے کہ قانون وراثت عرب کی بنا پر علیؑ وآل علیؑ کو بے حق کردیں اور رسولؐ کے وارث بن جائیں۔

اسی جھوٹے پروپیگنڈے سے بے تعلق لوگ رسولؐ کے قرابت دار اور وارث بن کر سالہا سال علیؑ و آل علیؑ کو منبروں پر، مسجدوں میں گالیاں دینا فرض سمجھتے تھے۔ قتل عثمان خلیفہ کا سازشی الزام علیؑ و آل علیؑ پر رکھ کر جاہل عربوں کو مشتعل کیا گیا اور دشمنان علیؑ و آل علیؑ کے واسطے خزانوں کے منہ کھول دئے زر پاشیوں سے مالا مال کر دیا (دیکھو ہماری کتاب تاریخ کا خونی ورق) اور علیؑ و آل علیؑ کو افلاس و تنگدستی میں مبتلا کر دیا، بنی امیہ کی فوج وقوت کا کیا پوچھنا، جس کا مقابلہ قیصر وکسریٰ کے بس سے باہر ہو گیا تھا۔ اب اس مذکورہ خلفشار و پیچیدہ سیاست کے جملہ اسلحہ کو بے کار کردیں اور تمام سیاستوں کے قلعہ کو ڈھادیں۔ جو حسینؑ نے کربلا کے میدان میں تین روز کی بھوک پیاس میں سوکھے گلے کٹوا کر چند گھنٹوں میں دشمنوں کی سیاست کا تاروپود بکھرا دیا اور دشمن قاتل سے بھرے دربار میں یزید کے اعلان کرا دیا کہ

''مخلوق الٰہی میں بہترین ماں باپ کے فرزند کو ہم نے قتل کر دیا۔''

امام نے عالم بھر کو سبق دے دیا جب کوئی قوم ایسے دور سے گزرے جس دور سے امام حسینؑ کو گزرنا پڑا تو چاہئے کہ حسینی سبق کو دہرائے۔ حسینؑ بے شک اسلام کے حقیقی پیشوا تھے لیکن ان میں پوری قابلیت تھی کہ ہر قوم کے پیشوا بنائے جائیں۔

۱۲۔ امام حسینؑ نے بتایا کہ اگر قومی افلاس مٹانا چاہتے ہو تو لوٹ مار چھوڑو، لٹیروں، غاصبوں کو اپنی سچی قربانی سے بے دخل کردو اور قومی ناداروں کو خودداری وامن وراحت کی زندگی میں خود اختیاری کا سبق دو۔ مزدوری سے بہرہ مند ہونے دو، جن کی کمائی حکومت کی عیش پرستیوں کے لئے نہ رہے۔

۱۳۔ قومی آزادی کے واسطے بتایا کہ تن من دھن ہر شے کو آزادی کے واسطے نچھاور کردو۔

۱۴۔ قومی تنظیم کے واسطے بتایا کہ ان کی طرح قوم کا دماغی توازن وفکری یکسوئی کو ایک مرکز پر جمع کردو جو بلا تشدد و تحکم ہو۔

۱۵۔ اگر قومی زندگی چاہتے ہو تو حسینؑ کی تعلیم کو سمجھو۔ حسینؑ بے اصولی زندگی کے ساتھ کچھ دنوں زندہ رہنا اس کو زندگی نہ سمجھتے تھے بلکہ ان کی نظر میں اپنا مرمٹنا اور اصول کا زندہ رہنا حقیقی اور دائمی زندگی تھی جس اصول کی بقا سے قوموں اور نسلوں کی زندگی اور بقا ہوتی ہے۔

۱۶۔ اگر قومی عزت ووقار چاہتے ہو تو حسینؑ سے عزت و وقار سیکھو جس نے ہر دنیاوی شے پر لات مار کر انسانیت کے تمام عز و شرف کو حاصل کیا اور دنیا کو ایسا ذلیل کیا جس کی نظیر نہ ملے گی۔

۱۷۔ اصلاح معاشرت چاہتے ہو تو حسینیت سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہے مذہب کے نام پر اصلاح غیر مذاہب والوں ولا مذہبوں سے تصادم کا باعث ہوگی۔ قوانین ملکی، جمہوریت، فسطائیت، نازیت، کمیونزم، اشتراکیت، انارکزم میں کشمکش حیات وتصادم ناگزیر ہے۔ حسینؑ نے مظلومیت کا وہ سبق پڑھایا جو دنیا کے ساتھ ساتھ آیا اور قیام دنیا تک قائم رہے گا۔ لہٰذا اپنے معاشرتی ہر شعبہ کو اگر مظلومیت پر ڈھال لوگے تو سمجھ لو کہ دنیاوی ہر تصادم سے محفوظ ہو۔

۞۞۞